Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم بدھ

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۱۹ رجب ۱۳۹۵ھ * ۳۰ وفا ۱۳۵۴ ہش * ۳۰ جولائی ۱۹۷۵ء	نمبر ۱۷۳

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کی اطاعت اور معرفت حاصل کرنیوالے لوگ تین درجوں میں منقسم ہیں

(۱) جو محض اجمالی علم رکھتے ہیں (۲) جو اسکے احسانات کا مشاہدہ کر لیتے ہیں (۳) جو خدا سے ذاتی محبت رکھتے ہیں

"خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہیں اوّل وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویتِ اسباب کے احسانِ الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہیں کرتے اور نہ وہ جوش ان میں پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتوں پر نظر ڈال کر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان میں حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایاتِ عظیمہ کا تصوّر کر کے جنبش میں آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالیٰ کے حقوقِ خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہیں اور احسانِ الٰہی کی ان تفصیلات کو جن پر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہیں کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گرد و غبار مسببِ حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے ۔۔۔ اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ۔۔۔ انسان کی نظر رویتِ اسباب سے بالکل پاک اور منزّہ ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اِس مرتبہ کا انسان اسباب کے حجابوں سے بالکل باہر آجاتا ہے ۔۔۔ یہ رویت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہیں سمجھتا بلکہ یقیناً اسکو حاضر خیال کر کے اس کی عبادت کرتا ہے اس عبادت کا نام قرآن شریف میں احسان ہے ۔۔۔ اس درجہ کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام ایتاء ذی القربیٰ ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدّت تک احساناتِ الٰہی بلا شرکت اسباب دیکھتا رہے اور اس کو حاضر اور بلاواسطہ محسن سمجھ کر اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصوّر اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اس کو جنابِ الٰہی کی نسبت پیدا ہو جائے گی ۔۔۔ وہ صرف احسانات کے تصوّر سے اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں بلکہ دیکھ کر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام اغراضِ نفسانی معدوم ہو کر ذاتی محبت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ ایتاء ذی القربیٰ سے تعبیر کیا ہے۔"

(نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۶۶)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳۰ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور حضور کی عمر میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۳۰ وفا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

سر میں درد ہے۔ نواب محمد احمد خان صاحب کا کراچی میں چینی ڈاکٹر سے بھی علاج جاری ہے اور جگر کی خرابی کا علاج پہلے ڈاکٹر سے کروایا جا رہا ہے۔ پہلے سے قدرے کمزور ہو گئے ہیں۔ تمام بھائی بہنیں کامل شفا کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

میرے ابا جان محترم قاضی عبدالحمید صاحب ایڈووکیٹ لاہور سابق ایڈیٹر اخبار "سن رائز" گزشتہ چھ ماہ سے بہت بیمار ہیں۔ آجکل بیماری شدت اختیار کر گئی ہے اور کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(بیگم سعیدہ اصغر دختر قاضی عبدالحمید صاحب)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

غلبۂ اسلام کے لئے مہم جاری ہے۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کو مضبوط سے مضبوط تر کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ادائیگیوں کا پہلا مرحلہ گزر گیا ہے اور دوسرا جاری ہے اس میں مزید ۱/۱۵ وعدہ کی ادائیگی آپ نے کرنی ہے اس کی فکر کیجئے اور ادائیگی شروع فرما دیجئے۔

جزاکم اللہ خیراً

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

پبلشر: مسعود احمد * پرنٹر: سید عبدالحی * مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ * مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۳۰ وفا ۱۳۵۴ھ
۳۰ جولائی ۱۹۷۵ء

ایک خطرناک بُرائی اور اسکی ہلاکت آفرینی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک ایسی بُرائی کا ذکر کیا ہے کہ جو انسان کو دین اور دُنیا دونوں میں خسارہ سے دوچار کئے بغیر نہیں رہتی حتی کہ ایسا شخص جس میں وہ بُرائی پائی جاتی ہو کہیں کا بھی نہیں رہتا۔ جہاں تک دینی فلاح کا تعلق ہے ایسا شخص اوّل تو قبولِ حق کی سعادت سے محروم رہتا ہے اور اگر کوئی شخص قبولِ حق کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد شومئ قسمت سے اس میں ملوّث ہو جائے تو وہ بھی حقیقی ایمان اور اس کے طیّب و شیریں ثمرات سے یکسر بے نصیب رہنے کے باعث خسرانِ مبین میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ یہ بُرائی انسان کے دل و دماغ، قلب و ذہن اور بصارت و سماعت الغرض ہر عضو اور ہر حس کو ایسا ماؤف کرتی ہے کہ وہ دِل رکھنے کے باوجود سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہتا، آنکھیں رکھنے کے باوجود دیکھنے سے عاری ہو جاتا ہے اور کان رکھنے کے باوجود سُننے کی صلاحیت گنوا بیٹھتا ہے۔ وہ انتہائی خطرناک اور مُہلک بُرائی ہے غفلت۔

اللہ تعالیٰ اپنے مامور ایسے وقتوں میں مبعوث کرتا رہا ہے جب لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کی نازل کردہ ہدایت سے غافل ہو کر دُنیا اور اس کے فانی عیش میں مستغرق ہو جاتے تھے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے آپؐ کی بعثت کی غرض ہی یہ بیان فرمائی کہ آپؐ لوگوں کو جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ہوشیار کریں اور انہیں سیدھا راستہ دکھائیں چنانچہ فرمایا:-

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (یٰسٓ آیات ۶، ۷)

ترجمہ:- (قرآن) غالب (اور) بے انتہاء رحم کرنے والے (خدا) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس غرض سے کہ تُو اُس قوم کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادوں کو ہوشیار نہیں کیا گیا تھا اور وہ غافل پڑے تھے۔

یہ غفلت اُن کے آڑے آئی اور وہ اوّلاً ایمان نہیں لائے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اگلی ہی آیت میں فرمایا:-

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (یٰسٓ آیت ۸)

ترجمہ:- ہمارا دعویٰ ان میں سے اکثر کے متعلق پورا ہو گیا چنانچہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ دُنیا کے عیش و آرام اور اس کی زینتوں میں منہمک ہونے کے باعث غفلت میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں اکثر و بیشتر وہ ایمان نہیں لایا کرتے بلکہ وہی معدودے چند افراد ایمان لایا کرتے ہیں جو پہلے سے بیدار ہوتے ہیں اور مخفی طور پر اللہ تعالیٰ کی خشیت پہلے سے اُن کے دِل میں موجود ہوتی ہے اسی لئے فرمایا:-

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ (یٰسٓ آیت ۱۲)

ترجمہ:- تُو تو صرف اُس شخص کو ہوشیار کر سکتا ہے جو یاد دہانی کو مان لیا کرتا ہے اور رحمٰن (خدا) سے علیحدگی میں بھی ڈرتا ہے۔ پس ایسے شخص کو تُو ایک عظیم الشان معافی اور ایک عزّت والے بدلہ کی خبر سُنا دے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بھی اپنا کوئی مامور مبعوث فرماتا رہا اکثر لوگ غفلت کی بُرائی میں ملوّث ہونے کی وجہ سے ہی اُسکی آواز پہ کان دھرنے اور اس کے ذریعہ ظاہر ہونے والے نشانوں کی قدر کرنے سے قاصر رہے۔ ان کی غفلت نے انہیں قبولِ حق سے محروم ہی رکھا، غفلت نے اُن کے دلوں پر قفل ڈال دیئے اور ان کی آنکھوں اور کانوں پر پردہ ڈالے رکھا جسکی وجہ سے وہ حق کو قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۱۸۰)

ترجمہ:- اور ہم نے جنّوں اور انسانوں کو (رحمت کے لئے) پیدا کیا ہے مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر جہنّم کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سمجھتے نہیں، اور اُن کی آنکھیں تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ دیکھتے نہیں، اور اُن کے کان تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سُنتے نہیں۔ وہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر (اصل بات یہ ہے کہ) وہ بالکل غافل ہیں۔

غفلت اور دُنیا کی زینتوں میں حد سے زیادہ استغراق کی اس ہلاکت آفرینی کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ وہ ایک دفعہ ایمان لانے کے بعد غفلت کا شکار نہ ہوں ورنہ اُن کا حقیقی ایمان اور اس کے طیّب و شیریں ثمرات سے محروم و بے نصیب ہو کر خسرانِ مبین میں مبتلا ہونا یقینی ہو جائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۲۰۶)

ترجمہ:- اور تُو اپنے نفس میں اپنے رب کو عجز اور خوف کے ساتھ یاد کرتا رہا کر اور دھیمی آواز سے بھی، صبح بھی اور شام بھی (ایسا کیا کر) اور کبھی **غفلت کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔**

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مومنوں کی ایک حتمی علامت یہ قرار دی ہے کہ وہ غفلت کا کبھی شکار نہیں ہوتے بلکہ دن اور رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں حتیٰ کہ تجارت یا اور کوئی دُنیوی مصروفیت اُنہیں اپنے اس فرض منصبی سے غافل نہیں ہونے دیتی چنانچہ اللہ تعالےٰ حقیقی مومنوں کی اس علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ

(النور آیت ۳۸)

ترجمہ:- (یہ حقیقی مومن وہ) لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے۔ وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔

پس مومنوں کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ دنیا اور اس کی زینتوں میں محو نہ ہوں ورنہ اُن کا غفلت کا شکار ہو کر خسرانِ مبین میں مبتلا ہونا یقینی ہے۔ اس کا ایک ہی طریق ہے کہ وہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں۔ اسی لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں سے ہر ایک سے یہ عہد لیا ہے کہ میں بہر حال دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس عہد کو نبھانے پر ہی ہمارا عنداللہ کامیاب و فائز المرام ہونا موقوف ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہیز کی مروجہ رسم اور اس کی قباحتیں

اسلام میں اس رسم کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے سابق مبلغ مغربی افریقہ و جزائر فجی

(۲)

جہیز دینا ضروری نہیں

مندرجہ بالا متفق تفصیلی اور ایمان افروز روایت سے جہاں اور بہت سے سبق ملتے اور مسئلے مستنبط ہوتے ہیں وہاں یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ والدین کے لئے جہیز کوئی شرعی مسئلہ نہیں اور نہ کوئی سنت یا اسوۂ مبارکہ اسے دلہن یا اس کے والدین کے لئے واجب قرار دیتا ہے حضرت سرور کائنات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو سامان بھی رخصتی کے وقت مہیا کیا گیا وہ جہیز کے معروف معنوں کے لحاظ سے قطعاً جہیز نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ وہ سامان مہر کی رقم سے دلہن کی رضامندی سے خریدا گیا تھا اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے بھی کچھ سامان عطا فرما دیتے تو کوئی امر مانع نہیں تھا اور نہیں دیا تو قطعاً کوئی قباحت بھی لازم نہیں آئی۔ اور حضور نے لڑکی کو ایسے موقع پر کچھ دینے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ پس اس واقعہ سے جہیز کی موجودہ صورت کے جواز یا تائید میں کوئی حجت و دلیل نہیں پکڑی جا سکتی

پس رخصتی کے موقع پر اس سے زیادہ سنت اور تعامل صحابہ و صحابیات ثابت نہیں ہوتا کہ دلہن نہائے نیا لباس میسر آئے تو پہنے اور حسب توفیق بناؤ سنگار کرے اور پھر والدین اسے اس کے خاوند کے ساتھ رخصت کر دیں یا خاوند کے گھر چھوڑ آئیں۔ گو اپنے اپنے مالی حالات کے مطابق اور حسب ضرورت مدد اور تحفہ کے طور پر کچھ چیزیں لڑکی کو دیکر رخصت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس میں بے جا اسراف سے کام نہ لیا جائے اور نہ کسی شرط کی بناء پر اور نہ ایسی شرعی رسم تصور کر کے کیا جائے۔

کہ اگر بیٹی کو ہم نے باقاعدہ گھر کی ہر قسم کی چیزوں پر مشتمل قیمتی جہیز نہ دیا تو ہمارے خاندان کی ناک کٹ جائیگی دولہا کے خاندان کی طرف سے ایسی شرط بھی لگانا کہ دلہن کے ساتھ ضرور اتنی مالیت کا یا فلاں فلاں قیمتی چیزوں پر مشتمل جہیز ضروری ہے ورنہ رشتہ نہیں ہو سکتا نہ صرف غیر اسلامی بلکہ غیر انسانی اور غیر اخلاقی طریق ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ لڑکی سے نہیں جہیز سے شادی کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جس خاندان کو اللہ تعالیٰ نے بافراغت دیا ہے اور وہ اصحاب ثروت و دولت ہیں وہ از خود بلا اسراف اور بغیر کسی ریا و نمائش کے اپنی لڑکیوں کو وقت رخصت بند صندوقوں میں جہیز کے طور پر ضروریات زندگی کا سامان تحائف وغیرہ خاموشی سے بلا معلوم بچا کے دے دیتے ہیں تو یہ کوئی ناجائز فعل نہیں بشرطیکہ اس میں نیت رسم کی پیروی کرنا نہ ہو بلکہ دولہا اور دلہن کی مدد اور صلہ رحمی مقصود ہو اور نہ جہیز کی رائج الوقت رسم کو پورا کر کے اپنے خاندان کا نام پیدا کرنا یا ناک کٹنے سے بچانا نہ ہو۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں:۔

"نمائش اور ریاء سے ہمارے دوستوں کو بچنا چاہیئے اس کا دوسروں پر بہت برا اثر پڑتا ہے ایک عورت نے مجھے سنایا کہ ایک جگہ جہیز کی نمائش کی گئی تو اس جگہ ایک لڑکی نے اپنی ماں سے کہا کہ تم مجھے کیا دو گی؟ لڑکیاں جب اپنی سہیلیوں کے جہیز وغیرہ کو دیکھتی ہیں تو پھر وہ بھی اپنے والدین سے ایسی ہی اشیاء لینا چاہتی ہیں اور اس طرح کی نمائش گویا جذبات کو صدمہ پہنچانے والی چیزیں بن جاتی ہیں جو کچھ جہیز میں دیا جائے بکسوں میں بند کر کے دیا جائے ہمارے گھروں میں بھی یہی طریق ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ بکس دلہن کے حوالے کئے جائیں اور اس کو بتا دیا جائے کہ فلاں فلاں چیزیں موجود ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت)

جائداد میں لڑکیوں کا حصہ

جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے اس مضمون سے یہ مقصد نہیں ہے کہ والدین اپنی بیٹیوں کی شادی پر انہیں کچھ نہ دیا کریں بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ جہیز کی رسم کو شرعی اور عرفی لحاظ سے ایک ضروری فریضہ نہ سمجھا جائے جس کے بغیر شادی کی تکمیل نہیں ہوتی یا ذمہ داری کی ادائیگی میں کمی رہ جاتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ والدین یہ خیال کریں کہ جب تک مالی لحاظ سے معقول جہیز نہ بن جائے لڑکی کی شادی کرنا گویا گناہ ہے اور نہ لڑکی کے سسرال یا لڑکا یہ شرط لگائے کہ دلہن اسے وہی پسند ہوگی یا اسی سے وہ شادی کرے گا جو اتنا اور اس اس قسم کا جہیز ساتھ لائے گی۔ آخر والدین بھائی بہنوں اور رشتہ داروں کی طرف سے صرف شادی کے موقع پر ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی تحائف دئے جا سکتے ہیں اور دئے جانے چاہئیں۔ کیونکہ حسب ضرورت شادی شدہ عزیزوں کی مدد کرنا اور صلہ رحمی کا حق ادا کرنا ہمیشہ واجب ہوتا ہے شادی اور جہیز سے یہ ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ پس جہیز کے موقع پر ناقابل برداشت بوجھ اٹھانے کی بجائے صرف حسب توفیق دیا جائے اور صرف اپنی مرضی سے دیا جائے۔

افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے ملک میں والدین اور بھائی عموماً بیٹیوں اور بہنوں کا جائیداد میں سے شرعی حصہ تو دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور عمر بھر اس فریضہ کی ادائیگی سے گریز کرتے رہتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے مگر "جہیز" جس کا شرعی جواز بھی کوئی نہیں اُن کے نزدیک ایسا لابدی فریضہ بن گیا ہے کہ گویا جائیداد لٹا کر بھی دینا لازمی ہے جس کے بغیر خاندانی عزت پر حرف آتا ہے اکثر لوگ اس میں یہ مدنظر رکھتے ہیں کہ خاندانی شان و شوکت بڑھائی اور نام و نمود کا چرچا ہو اسی لئے رخصتی کے وقت صحن میں بچھا بچھا کر اور بکس کھول کھول کر باقاعدہ عورتیں ہاتھ میں اٹھا کر سامان اور لباس دکھانے پر مقرر کی جاتی ہیں۔

آخر جب اللہ تعالیٰ نے لڑکیوں کا جائیداد میں ورثہ کے طور پر شرعی حق مقرر فرمایا ہے تو جہیز کی رسم کو اس حق پر کیوں مقدم کیا جاتا ہے جبکہ حق ورثہ اپنی زندگی میں ادا کرنے کا انسان کو اختیار ہے تو بہتر یہ ہوگا کہ اپنی لڑکیوں کو انکا حق اسی وقت دے دیا جایا کرے جب کہ وہ دوسرے گھر جا کر انہوں نے اپنے خاوندوں سے مل کر نیا گھر بسانا اور اقتصادی لحاظ سے اپنے مستقبل کے منصوبے بنانے ہوتے ہیں یا شادی کے موقعہ پر نہ سہی اس وقت دیا جا سکتا ہے۔ جب کہ انہیں بعد میں کسی وقت ضرورت پڑے۔ کہا جاتا ہے کہ اس طرح لڑکیوں کا حق وراثت دینے سے جائیداد غیر خاندان میں چلی جاتی ہے حالانکہ کسی کا جائز حق ادا کرنے اور حکم خداوندی پورا کرنے میں جائیداد تو کیا اگر اپنی جان بھی چلی جائے تو رضائے الٰہی کی خاطر اس کی چنداں پرواہ نہیں کرنی چاہیئے پس ورثہ کی ادائیگی کا فریضہ چھوڑ کر محض نام و نمود کے لئے جہیز پر اسراف کی حد تک خرچ کرنا یا کروانا ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص پاجامہ پہننا تو ضروری نہ سمجھے لیکن ٹوپی اور پگڑی ہر دم پہنے رکھنا فرض جانے۔

خلاصۂ مضمون

مذکورہ بالا ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ والدین کی طرف سے اپنی لڑکی کی شادی پر جہیز کے طور پر بلا تکلف حسب توفیق ضروری ساز و سامان بطور مدد یا تحفہ کے دے دینا ناجائز نہیں ہے لیکن یہ کوئی ایسا شرعی یا معاشرتی فریضہ بھی نہیں ہے کہ باوجود دے سکنے کے اگر کسی وجہ سے نہ دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاسکے تو گویا لازم آئے یا عزت میں فرق آجائے نیز جو کہ لڑکے کے لئے یا لڑکے کے خاندان کے لئے ایسی شرطیں لگانا ناجائز ہے کہ لڑکی ضرور اتنا جہیز یا اتنی قیمت کی چیزیں اور زیور ساتھ لائے ورنہ رشتہ منظور نہیں۔ یہ نہ صرف شرعاً جائز نہیں بلکہ انتہائی خود غرضی ہے اور عزتِ نفس کے بھی منافی ہے اسی طرح جو والدین اپنی خاندانی [illegible] نبھانے اور بڑائی کے لئے باوجود غریب ہونے کے سالہا سال تک جہیز تیار کرنے یا لڑکی سے نوکری یا کام کروا کے تیار کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ بھی ایک ناجائز اور غیر اسلامی فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پس شادی لڑکے سے ہونی چاہیئے نہ کہ جہیز سے جو لڑکے جہیز والی لڑکی کی تلاش میں معقول رشتوں سے انکار کر دیتے ہیں وہ یقیناً مردانہ صفات و شمائل سے عاری ہوتے ہیں۔ انہیں رشتہ دینا خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔

پس جہیز کے بارے میں ہم اب تک جس غلط فہمی کا شکار رہے ہیں اسے دور کر کے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جہیز کی رسم کوئی شرعی دستور یا خالص دینی رسم نہیں محض رواجی چیز ہے۔ اصل شرعی حکم خانہ داری کا سکون و اطمینان ہے جس کے حصول کے لئے نئے شادی شدہ جوڑے کی دونوں خاندانوں کی طرف سے عمر بھر امداد ہوتی رہنی چاہیئے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور خانگی لحاظ سے سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مطالعہ کتب

ماہ اگست کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "کشتی نوح" مقرر کی گئی ہے۔

قائدین کرام سے التماس ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کرائیں

مہتمم تعلیم

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ذکر خیر جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر مرحوم و مغفور

مکرم سید محمد میاں صاحب سلیم شاہجہانپوری نوابشاہ (سندھ)

قرآن کریم میں جہاں اُن شعراء کی مذمت بیان ہوتی ہے جن کی پیروی کرنے والا گروہ گمراہی کے راستہ پر گامزن ہوتا ہے اور وہ خود بے مقصد شاعری کی وادیوں میں سرگرداں رہتے ہیں اور جن کی ایک نشانی یہ بیان کی گئی کہ وہ اپنی شاعری میں جس بات کی "تلقین" دوسروں کو کرتے ہیں۔ خود اس پر بھول کر بھی عمل پیرا نہیں ہوتے۔ یعنی ان کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے۔ وہیں اُن شعراء کا استثناء بھی فرما دیا گیا ہے۔ جو ایمان کی دولت سے مالا مال اور اعمال صالحہ کی زینت سے آراستہ ہوتے ہیں جن کی صفت یہ بیان ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے ہیں یعنی ان کا منظوم کلام حمد و توصیف باری تعالیٰ پر مشتمل ہوتا ہے اور جب کسی جانب سے اُن کے رحیم و کریم خدا اور اس کے محبوب بندوں کے خلاف محاذ قائم کر کے ان کی دل آزاری کی جاتی ہے تو وہ بمصداق آیۂ کریمہ

لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ

مِنْ سَبِيْلٍ ط

اپنا جائز انتقام تیر و نشتر سے زیادہ مہلک اسلحہ کا اثر رکھنے والے اشعار آبدار سے لیتے ہیں جیسا کہ دور نبوی کے نامور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شاعری سے ظاہر ہے

اس دور کے بطل جلیل اور عاشق رسولؐ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے بھی فن شعر کے اس مفید پہلو سے بھرپور استفادہ فرماتے ہوئے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی سیفِ قلم کے وہ جوہر دکھائے کہ اپنے پرائے سب عش عش کر اُٹھے اور جب تک تعریف و توصیف خداوندی اور محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا منظوم سلسلہ جاری ہے۔ آپ کی عربی، فارسی اور اردو شاعری کو ہرگز ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا آپ نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نعت لکھتے ہوئے اس زمانہ کے مشہور معاند اسلام پنڈت لیکھرام پشاوری کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا

(۲) الا اے دشمنِ نادان و بیراہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ

(۳) کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

(۱) الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایانِ محمدؐ

تمہید ذرا طولانی ہو گئی شاید اس کے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تتبع میں بعض شعرائے احمدیت نے ملکۂ شعری سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے اپنی زبان قلم کے جوہر دکھائے اور بابرکت مقصدی شاعری کے گلشن کا دامن گلہائے رنگا رنگ سے بھر دیا۔ اُن میں ایک ایسا اختر تابندہ بھی تھا جو تمام عمر اعلاء کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام میں مصروف رہا۔ میری مراد جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر مرحوم و مغفور سے ہے جنہوں نے اپنی ساری عمر دین کے لئے وقف رکھی اور امام وقت نے جس خدمت کے لئے بھی آپ کا انتخاب فرمایا۔ آپ نے دلی لگن اور انتہائی اخلاص کے ساتھ اُس خدمت کو پایۂ تکمیل پہنچایا۔ ع

خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

آپ ۱۲ جولائی ۱۹۱۶ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا حضرت حافظ فیض الدین صاحب سیالکوٹ کی مسجد کبوتراں والی (جو آج جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا مرکز ہے) کے بانی اور امام تھے۔ حضرت حافظ صاحب کو قرآن شریف سے عشق تھا نہایت بلند اور وجد آفرین آواز میں قرآن مجید کی آیات فرقانیہ اور ٹہلتے ٹہلتے بھی قرآن مجید کو بلند آواز سے پڑھتے رہتے اُن کا گھر اور مسجد کا صحن ہر وقت مرد و عورتوں اور بچوں سے بھرا رہتا اور ہر فرد بقدر استعداد ذاتی اُن سے قرآن شریف کا درس لیتا پڑھنے والوں کو بھی یہ تاکید ہوتی کہ وہ بلند آواز سے ان آیات کو دہرائیں اور اتنی کثرت سے پڑھیں کہ آیات اُن کی روح کا حصہ بن جائیں مسجد میں بھی صبح کی نماز سے لے کر عشاء کے وقت تک قرآن مجید پڑھنے والوں کا ہجوم رہتا اور مسجد کے اندر و باہر ایک عجیب اور مافوق العادۃ روحانی کیفیت چھائی رہتی۔ اختر صاحب مرحوم کی روایت کے مطابق بعض نایاب پھل اور دوائیاں جو شہر میں کہیں دستیاب نہیں ہوتی تھیں حافظ صاحب کو پہنچ جاتی تھیں اور یہ نادر اشیاء لانے والے بعض ایسے لوگ ہوتے تھے جو پبلک میں بہت کم نظر آتے تھے۔

اختر صاحب کی والدہ ماجدہ بھی ایک بزرگ خاتون تھیں جو خدا تعالیٰ کے کلام پاک اور اس کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور فدائیت کا رنگ رکھتی تھیں۔ قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنے کا سلیقہ انہوں نے اپنے والد حضرت حافظ فیض الدین صاحب سے سیکھا تھا۔ قادیان میں ہر زنانہ جلسہ کے افتتاح پر تلاوت کا فریضہ وہی ادا کرتی تھیں۔ قادیان میں بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اپنے محلہ کے علاوہ دوسرے محلہ جات سے بھی کثرت سے عورتیں اور بچے ان سے قرآن مجید پڑھنے باقاعدگی سے آتے تھے اور صبح سے شام تک یہی سلسلہ جاری رہتا وہ صرف قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے پر ہی اکتفا نہ کرتیں بلکہ ہر موقع کے مناسب حال آیات کا حوالہ بھی دیتیں اور انتہائی محبت و عقیدت سے اُن آیات کریمہ کی تشریح بھی کرتیں۔

یہ تھا وہ روحانی اور بابرکت ماحول جس میں رہ کر اختر صاحب نے اپنی زندگی کی ابتدائی منازل طے کیں اور کلام الٰہی کے عشق نے ان کی طبیعت پر بھی لاشعوری طور سے ایک گہرا اور پائیدار اثر ڈالا جس نے ان کے دل میں بھی محبت الٰہی کی آگ بھڑکا دی۔ تحت الشعور میں ذوق عرفان الٰہی کی جو چنگاری فطرتاً موجود تھی ان کو بزرگوں کے انفاس قدسیہ نے ایک شعلہ میں تبدیل کر دیا۔ اختر صاحب کی شعلہ نوائی کا راز بھی اسی میں مضمر ہے

اختر صاحب کی تعلیم کا ابتدائی حصہ قادیان میں مکمل ہوا اور ۱۹۲۳ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور سے ۱۹۳۶ء میں ایف اے کرنے کے بعد ناگپور یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ بعد ازاں ۱۹۳۹ء میں ایم اے فلسفہ کا امتحان امتیازی شان سے پاس کیا اور تمام یونیورسٹی میں اولیت کا سہرا ان کے سر رہا۔ دوران تعلیم جن نامور ہستیوں کے حسنِ ذوق اور سادگی طبع نے اختر صاحب کو متاثر کیا وہ پروفیسر تاثیر مرحوم اور ڈاکٹر ڈلیش مکھ ایم۔اے پی ایچ ڈی (ناگپور یونیورسٹی) ہیں۔ آپ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنجاب اور سی پی دو مختلف صوبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اسلئے دونوں یونیورسٹیوں کے تعلیمی معیار اور وہاں کے لوگوں کی تمدنی خصوصیات کا بغور مطالعہ کیا اور ان موضوعات پر متعدد پبلک لیکچر بھی دیئے آپ نے اپنی تقاریر میں اس فرق کو بھی واضح کیا جو ہندو و مسلم طلبہ کی ذہنی کیفیت میں پایا جاتا ہے۔ آپ نے محسوس کیا کہ مسلمان آجکل کے زمانہ میں تعلیم کو عیش و عشرت کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن ہندو ذہن تعلیم کے اس دور کو اپنی قومی بقا اور اقتصادی برتری حاصل کرنے کا آلہ تصور کرتا ہے۔ آپ کا خیال تھا کہ ہندو قوم اس لحاظ سے کامیاب ہے کہ وہ زندگی کے ہر دور کو تجارتی نقطۂ نگاہ سے پرکھنے اور برتنے کی عادی ہے اور زندگی کے تمام واقعات کو صرف مالی اور اقتصادی معیار سے جانچتی اور آنکتی ہے اور اسی جانچ پرکھ میں ان کی دنیاوی ترقیات اور کامیابیوں کا راز پوشیدہ ہے۔

سنہ ۱۹۴۱ء میں آپ نے اپنی سرکاری ملازمت کا آغاز کیا لیکن صرف ساڑھے تین سال اس ملازمت پر گزرے تھے اور آپ ابھی جی۔ ایچ۔ کیو راولپنڈی میں مقیم تھے کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے آپ کی زندگی کے دھارے کو مخالف سمت میں موڑ دیا۔ وہ عظیم الشان اور تاریخی واقعہ حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضؓ کا وہ بصیرت افروز لیکچر تھا جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اسلام کو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اس کی اشاعت اور استحکام کی خاطر اپنی زندگیاں فی سبیل اللہ وقف کریں۔

اختر صاحب کا قول ہے کہ وہ حاضرینِ جلسہ کی پہلی صف میں بیٹھے تھے اور یہ محسوس کر رہے تھے کہ اس ہدایت کا مخاطب اول میں ہوں۔ تقریر کے اختتام پر حضرت صاحب سے ملاقاتوں کا موقعہ آیا تو اختر صاحب نے حضور (حضرت مصلح موعود رضؓ) سے عرض کیا کہ کیا حضور اقدس کا منشاء یہ ہے کہ خاکسار اپنی زندگی خدمتِ اسلام کے لئے وقف کر دے تو حضور رضؓ نے فرمایا "ہاں میں یہی چاہتا ہوں"۔ یہ بات یہیں ختم نہیں ہو گئی بلکہ تھوڑے وقفہ کے بعد اختر صاحب کو بلوا آ گیا کہ آپ استعفا دیدیں اور یہاں چلے آئیں"۔ اختر صاحب کا قول ہے کہ:۔ اس واقعہ سے زندگی کا دھارا یکدم دنیا سے دین کی طرف پھر گیا۔ وقف کا معیار تو بڑی بات ہے میں حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ ترین خادم کے معیار کے مطابق بھی نہ اُس وقت تھا اور نہ اب ہوں مگر اس بات کو اب تیئیس سال بیت گئے اللہ تعالیٰ نے ہر طوفان سے باہر نکالا ہے اور جیسے کوئی کسی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کام کرا لے یہی کیفیت میری ہے۔ اسلام کے ادنیٰ ترین خدام میں جو اوصاف ہونے چاہئیں میں اپنے اندر اُن کی بھی کمی محسوس کرتا ہوں مگر اس کے باوجود دل کو ایک تسکین سی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ایک غیبی ہاتھ مجھے اس شاہراہ پر لئے جا رہا ہے جس کی منازل جنت کے گہوارے اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کا زبانی دعوئے محبت بھی قابل پذیرائی ہو سکتا ہے یا کوئی بغیر لہو بہائے بھی شہیدوں میں داخل ہو سکتا ہے تو شاید کسی شمار میں میں بھی آ جاؤں ورنہ من آنم کہ من دانم۔

● زندگی وقف کرنے کے بعد اختر صاحب کو سلسلہ کی عظیم الشان تاریخی تحریکات میں بطور اولین کارکن خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے تعلیم القرآن کی اہمیت بیان فرما کر ایک خاکہ تیار فرمایا کہ ملک کے طول و عرض سے لوگ مرکزِ سلسلہ میں آئیں اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کریں۔ اختر صاحب نے حضور کی اس تحریک کو بذریعہ اخبارات و پوسٹر تمام جماعتوں میں پھیلایا جس کے نتیجہ میں ایک سَو سے زائد احباب جماعت قادیان پہنچے اور ایک ماہ تک باقاعدہ سبقاً سبقاً قرآن مجید پڑھتے رہے اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ آج تک قائم ہے۔

● سنہ ۱۹۴۷ء میں جب ملک تقسیم ہوا اور ربوہ کو جماعت احمدیہ کا مرکز منتخب کیا گیا تو اس کی قیام اور انتظام کے متعلق جو سب سے پہلی جماعت آبادکاری کے لئے ربوہ بھیجی گئی اس کے پریذیڈنٹ بھی جناب عبد السلام اختر مقرر کئے گئے اور تقریباً دو سال تک اس بنجر اور بے آب و گیاہ علاقہ کو سرسبز و شاداب اور قابلِ رہائش بنانے کے لئے ان تھک کوششوں اور صعوبتوں کے درمیان راستہ ہموار کرنے میں اسی ہراول دستہ کا ہاتھ تھا جس کو تائید غیبی نے اس عظیم الشان مرکز کے داغ بیل ڈالنے کی سعادت عطا فرمائی۔ یہ ایک طویل داستانِ عمل ہے جس کو قارئین تاریخ سلسلہ احمدیہ کے اوراق میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

● سنہ ۱۹۶۱ء میں جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت سیدنا مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں ایک کالج قائم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ یہ علاقہ دُور افتادہ اور پس ماندہ ہے دُور دُور تک ذرائع آمد و رفت کی کوئی سہولت میسر نہیں۔ مرحوم اختر صاحب کو اس کالج کا پہلا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ آپ کی مخلصانہ کوشش اور مسلسل جدوجہد سے تھوڑے ہی عرصہ میں لاہور بورڈ آف ایجوکیشن نے اس کالج کو باقاعدہ منظور کیا اور سالانہ گرانٹ مقرر کی۔ علاوہ ازیں آپ کے زمانہ میں کالج کی عمارت، ہوسٹل کی عمارت اور اسٹاف کوارٹرز تعمیر ہوئے۔ آج یہ ادارہ مستقل طور سے منظور ہو چکا ہے اور باقاعدگی سے چل رہا ہے۔ اختر صاحب نے فرمایا:۔

"میرا ایمان ہے کہ بے لوث خدمت ہی سے زندگی میں حسن پیدا ہوتا ہے اور یہی حسن شاعری اور ادبِ عالیہ کی جان ہے۔ میں نے ادب میں اقبال کے تفکر، غالب کی معنویت اور جوش کے اندازِ بیان کو اپنے احساسات اور خدمات پر حاوی پایا ہے۔ اِن تینوں عناصر کے ساتھ مذہب کی سنجیدگی اور روحانیت کا سرور گھل مل گیا ہے۔ یہ شمعیں میری شاعری ہی کو نہیں میرے قصرِ حیات کو بھی جگمگانے کا موجب بنتیں"۔

اختر صاحب مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص خادم، ایک قابلِ اعتماد دوست، احمدیت کے فدائی اور ایک کہنہ مشق شاعر تھے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور آپ نے اپنی اعلیٰ تعلیمی استعداد اور ذہنی صلاحیتوں کو ہمیشہ دین کی خدمت کے لئے وقف رکھا۔ اے کاش کہ آپ کی دینی خدمات اور شعری کاوشوں کو مؤرخ احمدیت ایک کتاب کی صورت میں محفوظ کر دیں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ اور قندیلِ مینار ثابت ہوں۔

اختر صاحب مرحوم عرصہ دراز سے ذیابیطس کے مریض تھے اور آخری ایام میں بغرض علاج کراچی پہنچے جہاں دماغ رگ پھٹ جانے سے ۲۰ جون سنہ ۱۹۷۵ء کو آپ کی وفات ہوئی اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کو غریقِ رحمت فرما کر اپنے قرب میں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کے غمزدہ والد ماجد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم چودھری علی محمد صاحب بی۔ اے، بی ٹی کو اس صدمۂ عظیم کو برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔

آمین

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم محمد ادریس صاحب عرفانی جو حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں دل کے عارضہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا عطا فرمائے۔ آمین

۲۔ میرا بھائی جمیل احمد مینجر بنک جھنگ بیمار ہے۔ احباب جماعت سے اس کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (نجمہ یونس۔ ملتان روڈ لاہور)

۳۔ مکرم چوہدری نظام دین صاحب چاہ درکھانہ والا موضع مقصودہ ضلع ملتان جو کہ اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی ہیں اور موصی ہیں آجکل بندش پیشاب کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور بغرض علاج جہانیاں ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ (نثار احمد میونسپل کمیٹی جہانیاں)

۴۔ خاکسار بعض پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

(حکیم عبد الواحد جاوید معتمد مجلس خدام الاحمدیہ چک ۴۱ جنوبی ضلع سرگودھا)

قائدین کرام! سالانہ اجتماع، چندہ تعمیر ہال کی وصولی کی طرف خاص توجہ دیں۔ (مہتمم مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوشش، تدبیر اور دعاؤں سے قرآنی انوار حاصل کرنیکی کوشش کرو

منافقین کے شر سے بچنے کے لئے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ پر عمل کرنا ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اس مادی دنیا میں تدبیر اور مادی اسباب سے کام لینا ضروری ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق کوشش اور تدبیر نہیں کرتا وہ ناشکرا بھی ہے اور ایک معنی میں مشرک بھی ہے۔ پس کوشش اور تدبیر ایک مومن کے لئے نہایت ہی ضروری فریضہ ہے۔ وہ جو اپنے خدائے رحیم کو پہچانتے نہیں وہ اس رنگ میں کوشش اور تدبیر کو فریضہ نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے مطلب کے لئے جائز اور ناجائز کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک مومن خدا کے بتائے ہوئے طریق پر جائز کوشش اور تدبیر کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھتا ہے۔

پس آپ پوری توجہ کے ساتھ قرآن کریم کے سیکھنے کی کوشش کریں اور اپنے وقت کو ضائع نہ کریں بلکہ اپنے ان قیمتی لمحات میں قرآن کریم کے انوار سے زیادہ سے زیادہ منور ہونے اور اس کے معارف کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ہمیں اسلام نے یہ بھی بتایا ہے کہ کوشش کا نتیجہ خدائے رحیم نکالتا ہے اور کوشش اور تدبیر مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ ہم اپنے خدائے رحیم کے سامنے عاجزانہ جھک کر اس سے یہ دعائیں نہ کرتے رہیں کہ کوشش اور اور تدبیر تیرے کہنے کے مطابق ہم نے کر لی ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ اس کا وہ نیک نتیجہ جو ہم چاہتے ہیں کہ نکلے نکل نہیں سکتا جب تک تیرا رحم اور تیرا فضل ہمارے شامل حال نہ ہو۔

یہاں جماعت احمدیہ کام کرنے اور

الٰہی سلسلوں میں منافقوں کا وجود اللہ کی نگاہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں بھی ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے ہی خدا کی طرف سے آپ کو یہ ہدایت ہوتی ہے کہ

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

اگر الٰہی سلسلوں کے سارے لوگ ہی صادقین کے گروہ میں ہوتے تو اس تنبیہ اور ذکر کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ یہاں آتے اور جس سے بھی آپ ملتے وہ صادقین میں ہی شامل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق صدق و وفا کا ہوتا لیکن چونکہ بعض روحانی مصالح کے پیش نظر کفر کے ساتھ نفاق کو بھی انسانی ترقیات کے لئے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ضروری سمجھا گیا ہے اس لئے الٰہی سلسلوں میں منافق پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب پیدا ہوئے تو اور کون ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں اتنا بڑا ہوں کہ میری زندگی میں منافق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جس حد تک بھی کوئی بڑا ہے وہ اس معنی میں بڑا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور عشق اور فدائیت کا تعلق رکھتا ہے اس لئے اگر اس کے آقا کی زندگی میں منافق تھے تو اس کی زندگی میں بھی اگر اس پر کوئی ذمہ داری کا کام ڈالا گیا ہے منافق ہیں اور رہیں گے۔

اس لئے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کو بھی یاد رکھیں اور منافق کی منافقانہ چالوں سے بچتے رہیں۔ آپ کو بیدار رکھنے کے لئے منافق کو پیدا کیا جاتا ہے۔ وہ خود تو جہنم میں جاتا ہے لیکن آپ کے لئے جنت کی راہوں کی نشاندہی کرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو منافق کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان عاجزانہ دعاؤں کے کرنے کی توفیق عطا کرے جو اس کے حضور قبول ہو جائیں۔"

(الفضل ۳۰ر جولائی ۱۹۶۸ء)

ضروری اعلان

مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم شدہ سکولوں کے لئے ایم۔ایس سی اساتذہ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند دوست دفتر مجلس نصرت جہاں سے فارم حاصل کر کے درخواستیں بھجوائیں۔ (سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

اعلان نکاح

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم جمیل احمد صاحب ابن مکرم میاں فتح محمد صاحب مرحوم ساکن محلہ دارالبرکات ربوہ کا نکاح ۱۵ر جولائی بروز منگل محترم حکیم خورشید احمد صاحب فاضل صدر عمومی نے بعوض مبلغ دو ہزار دو صد روپیہ (۲۲۰۰/-) حق مہر ہمراہ عزیزہ عائشہ خاتون بنت مکرم سردار فیروز دین صاحب انسپکٹر تحریک جدید ساکن دارالنصر ربوہ پڑھا۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اس رشتہ کو اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے باعث برکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(سردار محمد ٹیلر ماسٹر آف بیت اللباس۔ گولبازار ربوہ)

تصحیح

الفضل ۲۶ر جولائی صفحہ ۶ پر محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کا ایک نوٹ زیر عنوان "ہمارے برادر اکبر قاضی محمد شریف مرحوم" شائع ہوا ہے اسکی پہلی سطر میں محترم قاضی محمد شریف صاحب مرحوم کی عمر سہواً ۸۵ برس شائع ہو گئی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ مرحوم کی عمر بوقت وفات ۸۳ برس تھی۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

دعائے مغفرت

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم مرزا عبدالعزیز صاحب برادر اکبر مرزا عبدالحمید صاحب مرحوم ۲۷ر جولائی ۱۹۷۵ء بروز اتوار تقریباً ۷۶ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم موصی تھے اور اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل تھے۔ سلسلہ سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ نہایت صابر تھے۔ باوجود شدید بیماری اور تکلیف کے کبھی کسی تکلیف کا اظہار نہ کیا۔

نماز جنازہ ۲۸ر جولائی صبح ۸½ بجے محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں پڑھائی جس کے بعد مقبرہ بہشتی میں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم مولوی محمد صدیق صاحب نے دعا کرائی۔

مرحوم نے اپنی یادگار صرف ایک بیٹی صغریٰ محمود صاحبہ چھوڑی ہیں جنہیں اپنی مرحومہ والدہ صاحبہ اور اب والد صاحب کی خدمت کی خاص توفیق ملی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

میرے والد خواجہ عبداللطیف صاحب آف باغبانپورہ گوجرانوالہ ایک سال سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

(خواجہ محمود احمد باغبانپورہ گوجرانوالہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴